بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ
Office Of The Sadr Majlis Ansarullah Bharat
دفتر صدر مجلس انصار اللہ بھارت
Mohalla Ahmadiyya Qadian-143516 Dt.Gurdaspur (PUNJAB)
Ph: +91-01872-220186, Fax : +91-01872-224186, Mob. +91-9815494687, E-Mail : ansarullahbharat@gmail.com

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہندوستان میں اب جماعت کا تعارف بھی مختلف ذرائع سے ہو رہا ہے لیکن جو کام کرنے والے ہیں جو واقفین زندگی ہیں اور مربیان ہیں ان کو انفرادی طور پر بھی اپنی کوششوں کو تیز کرنے کی ضرورت ہے۔ ماریں بھی پڑتی ہیں مخالفتیں بھی ہوتی ہیں لیکن اس کے باوجود ہم نے حکمت سے اپنی تبلیغ کے کام کو آگے بڑھانا ہے۔

خلاصہ خطبہ جمعہ سیّدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 8 جولائی 2016 بمقام مسجد بیت الفتوح لندن

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اس وقت میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے بعض باتیں پیش کروں گا جو اپنے اندر ایک نصیحت اور سبق رکھتا ہے۔ بعض باتیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالے سے بھی آپ نے بیان فرمائی ہیں۔ پہلی بات تبلیغ کے حوالے سے ہے جس میں حضرت مصلح موعود نے پارٹیشن کے بعد قادیان کی جماعت کو جلسہ سالانہ پر یہ پیغام بھیجا تھا۔ اس میں توجہ دلائی تھی کہ آپ لوگوں کا کام ہے کہ تبلیغ کریں اور اس پہلو سے بہت محنت کی ضرورت ہے۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو الہاماً یہ فرمایا تھا کہ میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی افراد جماعت کو تبلیغ کی طرف توجہ دلائی ہے کہ میری کتابوں سے علم بھی حاصل کرو اور تبلیغ کرو جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ تبلیغ کیا کرتے تھے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیغام کا وہ حصہ پیش کرتا ہوں جو تبلیغ کے بارے میں تھا۔ قادیان میں احمدیوں کی تھوڑی تعداد اور محدود وسائل رہ جانے کے باوجود اس اہم فریضے کی طرف آپ نے توجہ دلائی ہے اور درویشوں کو حوصلہ بھی دلایا اور ان کو حوصلہ دلانے کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ابتدائی زمانے کا حوالہ دیا۔ آپ فرماتے ہیں بیشک آپ کی تعداد قادیان میں تین سو تیرہ ہے لیکن آپ اس بات کو نہیں بھولے ہوں گے کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قادیان میں خدا تعالیٰ کے بتائے ہوئے کام کو شروع فرمایا تھا تو اس وقت قادیان میں احمدیوں کی تعداد صرف دو تین تھی۔ تین سو آدمی یقیناً تین سے زیادہ ہوتے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوے کے وقت قادیان کی آبادی گیارہ سو تھی گیارہ سو اور تین کی نسبت 1/366 ہے کی ہوتی یعنی ایک کے مقابلہ پہ تین سو چھیاسٹھ افراد۔ اگر اس وقت جب یہ پیغام آپ بھیج رہے ہیں اس وقت قادیان کی آبادی بارہ ہزار سمجھی جائے تو موجودہ احمدیہ آبادی کی نسبت باقی قادیان کے لوگوں سے 1/36 ہوتی ہے یعنی چھتیس کے مقابلے میں ایک احمدی اور پہلے ایک احمدی تین سو چھیاسٹھ کے مقابلہ پہ تھا۔ گویا جس وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کام شروع کیا اس وقت سے آپ کی طاقت دس گنا زیادہ ہے پھر جس وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کام شروع کیا اس وقت قادیان سے باہر کوئی احمدیہ جماعت نہیں تھی لیکن اب ہندوستان میں بھی بیسیوں جگہ پر احمدیہ جماعتیں قائم ہیں ان جماعتوں کو بیدار کرنا منظم کرنا ایک نئے عزم کے ساتھ کھڑا کرنا اور اس ارادے کے ساتھ ان کی طاقتوں کو جمع کرنا کہ وہ

اسلام اور احمدیت کی تبلیغ کو ہندوستان کے چاروں گوشوں میں پھیلا دیں یہ آپ لوگوں کا ہی کام ہے۔ یہی نسبت شاید آجکل کی آبادی کی ہو قادیان کی اگر احمدی ہزاروں میں ہیں تو وہاں بھی تعداد بڑھی ہو گی، وسائل بھی پہلے سے بہت بہتر ہیں اور ذرائع بھی ہمارے اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت زیادہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہندوستان میں اب جماعت کا تعارف بھی مختلف ذرائع سے ہو رہا ہے لیکن جو کام کرنے والے ہیں جو واقفین زندگی ہیں اور مربیان ہیں ان کو انفرادی طور پر بھی اپنی کوششوں کو تیز کرنے کی ضرورت ہے۔ ماریں بھی پڑتی ہیں مخالفتیں بھی ہوتی ہیں لیکن اس کے باوجود ہم نے حکمت سے اپنی تبلیغ کے کام کو آگے بڑھانا ہے انشاء اللہ۔ اس بات کو دنیا کے باقی ممالک کو بھی اپنے سامنے رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے تبلیغ کے کام کو کرنے اور اسے وسعت دینے کی ہمیں ہدایت فرمائی ہے یہ قرآن شریف کا بھی حکم ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی یہی فرمایا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے یہی حکم دیا تھا لیکن ہمیں اس کیلئے اور مضبوط پلاننگ کرنے کی ضرورت ہے ہر جگہ ہر ملک میں تا کہ اس سے اس کام کو مزید وسعت دی جا سکے اور پھر تبلیغ کے ساتھ ان لوگوں کو سنبھالنا بھی ایک بہت بڑا کام ہے جو بیعتیں کر کے جماعت میں شامل ہوتے ہیں۔

پھر ایک واقعہ حضرت مصلح موعود بیان کرتے ہیں جو خواجہ کمال الدین صاحب سے متعلق ہے کہ انہوں نے اپنے علم کو کس طرح بڑھایا تھا اور ان کے اچھے لیکچروں اور تقریروں کا راز کیا تھا۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ خواجہ کمال الدین صاحب کی کامیابی کی بڑی وجہ یہی تھی کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی کتب کا مطالعہ کر کے ایک لیکچر تیار کرتے تھے پھر قادیان آ کر کچھ حضرت خلیفہ اول سے پوچھتے اور کچھ دوسرے لوگوں سے اور اس طرح ایک لیکچر مکمل کر لیتے۔ پھر اسے لے کر ہندوستان کے مختلف شہروں کا دورہ کرتے اور خوب کامیاب ہوتے۔ آپ فرماتے ہیں کہ چاہئے بھی اسی طرح کہ جو لیکچرر ہوں ان کو مضامین خوب تیار کر کے دیئے جائیں اور وہ باہر جا کر وہی لیکچر دیں اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ سلسلے کے مقصد کے مطابق تقریریں ہوں گی اور ہمیں یہاں بیٹھے بیٹھے پتا ہوگا کہ انہوں نے کیا بولنا ہے۔ اصل لیکچر وہی ہوں گے اس کے علاوہ اگر مقامی طور پر ضرورت ہو تو تائیدی لیکچروں کے طور پر وہ اور کچھ کسی مضمون پر بھی بول سکتے ہیں۔

پس یہ رہنما اصول مبلغین کے لئے بھی ہے اور داعین الی اللہ کے لئے بھی اور ان لوگوں کے لئے بھی جو علمی نشستوں میں جاتے ہیں۔ اگر لیکچر اس طرح تیار کیا گیا ہو تو بڑے بڑے پروفیسر اور بعض نام نہاد دین کے عالم اور بعض ایسے لوگ جو دین پر اعتراض بھی کرتے ہیں وہ بھی متاثر ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ مربیان اور مبلغین کو جماعتوں کو جس طرح دیکھنا چاہئے وہ اس طرح بعض جگہ پر نہیں دیکھے جاتے یعنی افراد جماعت جو ہیں اپنے مربیان اور مبلغین کا اس طرح خیال لحاظ نہیں رکھتے جس طرح رکھنا چاہئے اور اس بارے میں بعض جگہ سے شکایتیں اب بھی آتی ہیں لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بات بھی میں کہوں گا کہ مربیان اور مبلغین پر یہ ذمہ داری بھی ہے اور یہ بات ان پر یہ ذمہ داری بھی ڈال رہی ہے کہ ان کو جماعتوں میں اپنا وقار قائم رکھنے کے لئے علمی اور روحانی لحاظ سے بلند مقام حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے تا کہ کبھی کسی فرد جماعت کو ان کے متعلق کسی قسم کی غلط بات کہنے کی جرأت نہ ہو۔ بعض جگہ بعض انتظامی لوگ مربیان کے بارے میں غلط باتیں کر جاتے ہیں جہاں مربی اصلاح کرنے کی کوشش کرتا ہے وہاں اس کے خلاف باتیں کرنی شروع کر دیتے ہیں۔

پھر قبولیت دعا کا راز کیا ہے اور اس کی حکمت کو بتاتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس قسم کے نشان دکھانے آئے تھے اور ایسے بندے پیدا کرنا آپ کا ایک مقصد تھا جن کی دعاؤں سے اللہ تعالیٰ دنیا میں بڑے بڑے انقلابات پیدا کر

دے۔مگر اس کے یہ معنی بھی نہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر دعا کو ضرور قبول کر لیتا ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا صاحبزادہ مبارک احمد فوت ہوا مولوی عبدالکریم صاحب فوت ہوئے۔آپ نے دعائیں بھی کیں مگر وہ فوت ہو گئے اور یہ بھی آپ کا ایک نشان ہے کیونکہ مرزا مبارک احمد صاحب کے متعلق آپ نے قبل از وقت بتا دیا تھا اور جب کوئی بات قبل از وقت کہہ دی جاتی ہے تو وہ نشان بن جاتی ہے۔پس نہ تو یہ ہوتا ہے کہ ہر دعا قبول ہو جاتی ہے اور نہ ہی ہر دُعا ردّ ہوتی ہے۔ہاں جو دعا قبول کرنے کا اللہ تعالیٰ فیصلہ کرے وہ ضرور قبول ہوتی ہے اسے کوئی ردّ نہیں کر سکتا۔

حضور انور نے فرمایا: بعض چھوٹے چھوٹے مزید واقعات ہیں مثالیں ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالے سے جو آپ نے بیان فرمائیں۔اس میں سے ایک کبڑی کی مثال ہے حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک کبڑی کی مثال سنایا کرتے تھے اس کے کمر پہ کُب نکلا ہوا تھا اس سے کسی نے پوچھا کہ آیا تو یہ چاہتی ہے کہ تیری کمر سیدھی ہو جائے یا باقی لوگ بھی کبڑے ہو جائیں۔تو جیسا کہ بعض طبیعتیں ضدی ہوتی ہیں حسد بھی رکھتی ہیں اس نے آگے سے یہ جواب دیا کہ مدتیں گزر گئیں میں کبڑی ہی رہی اور لوگ میرے کبڑے پن پہ ہنستے اور مذاق کرتے رہے۔اب تو یہ سیدھا ہونے سے رہا نہیں کُب میرا جو ہے یہ تو ایسا ہی ہونا ہے اب تو بوڑھی ہو گئی میں مزہ تو جب ہے کہ یہ لوگ سارے جو ہیں یہ بھی کبڑے ہوں اور میں بھی ان پر ہنس کے جی ٹھنڈہ کروں۔تو اب کہتے ہیں کہ اس طرح کی بعض حاسد طبیعتیں ہوتی ہیں حسد کرنے والی طبیعتیں ہوتی ہیں انہیں اس سے غرض نہیں ہوتی کہ ان کی تکلیف دور ہو جائے بلکہ وہ یہ چاہتے ہیں کہ دوسرا تکلیف میں مبتلا ہو جائے۔پس ایسے حاسدوں سے بچنے کی بھی ہمیں ہر ایک کو دعا کرنی چاہئے اور ایسے حسد سے یہ بھی دعا کرنی چاہئے کہ ہم بھی ایسے حاسدوں میں شمار کبھی نہ ہوں جو اس قسم کی باتیں کرنے والے ہوں۔

پھر ایک اندھے کی کہاوت ہے۔بیان فرماتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام سنایا کرتے تھے کہ کوئی اندھا تھا جو رات کے وقت کسی دوسرے سے باتیں کر رہا تھا اور ایک شخص کی نیند خراب ہو رہی تھی وہ کہنے لگا حافظ جی سو جاؤ۔حافظ صاحب کہنے لگے ہمارا سونا کیا ہے۔چپ ہی ہو جانا ہے۔مطلب یہ تھا کہ سونا آنکھیں بند کرنے اور خاموش ہو جانے کا نام ہوتا ہے۔میری آنکھیں تو پہلے ہی بند ہیں اب خاموش ہی ہو جانا ہے اور کیا ہے تو میں ہو جاتا ہوں۔تو آپ فرماتے ہیں کہ مؤمن کے لئے یہ حالات جو تکلیف کے ہوتے ہیں یہ تکلیف کا موجب نہیں ہو سکتے کیونکہ وہ کہتا ہے کہ میں تو پہلے ہی ان حالات کا عادی تھا عادی ہوں۔جیسے مؤمن کو دنیا مارنا چاہتی ہے تو کہتا ہے مجھے مار کر کیا لو گے میں تو پہلے ہی خدا تعالیٰ کے لئے مرا ہوا ہوں اس بات پہ تیار ہوں کہ جو اللہ تعالیٰ چاہے میں کروں گا۔اس کے لئے جان بھی میری حاضر ہے۔آپ فرماتے ہیں کہ دنیا موت سے گھبراتی ہے مگر ایک مؤمن کو جب دنیا مارنا چاہتی ہے تو وہ کچھ بھی نہیں گھبراتا اور کہتا ہے کہ میں تو اسی دن مر گیا تھا جس دن میں نے اسلام قبول کیا تھا فرق صرف یہ تھا کہ آگے میں چلتا پھرتا مردہ تھا اور اب تم مجھے زمین کے نیچے دفن کر دو گے میرے لئے کوئی زیادہ فرق نہیں ہوگا۔تو حقیقی مؤمن کی یہ سوچ ہوتی ہے۔

پھر ایک مثال آپ دیتے ہیں فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سنایا کرتے تھے کہ ایک عورت کسی شادی میں شامل ہوئی وہ بخیل تھی کنجوس عورت تھی لیکن اس کی بھاوج حوصلے والی تھی۔حوصلے سے مراد ہے تحفہ دینے میں حوصلہ رکھتی تھی۔اس عورت نے اس

شادی پہ ایک روپے کا تحفہ دیا مگر اس کی بھاوج نے بیس روپیہ کا۔ جب وہ واپس آئیں تو کسی نے اس کنجوس عورت سے پوچھا کہ تم نے شادی کے موقع پر کیا خرچ کیا تو اس نے کہا کہ میں نے اور بھاوج نے اکیس روپے دیئے۔ آپ فرماتے ہیں بعض افراد ہیں بعض جماعتوں میں وہ کافی بڑھ کر چندہ دیتے ہیں ان کے خاص چندوں کو جماعتوں کا اپنی طرف منسوب کر دینا ایسا ہی ہے جیسے اس بخیل عورت کا یہ کہنا کہ میں نے اور بھاوج نے اکیس روپے دیئے تھے۔ لیکن بعض ایسے بھی ہیں امیر لوگ جو کنجوس ہوتے ہیں اور جماعتوں کے مجموعی چندے کو اپنی طرف منسوب کر لیتے ہیں یہ بھی مثالیں سامنے آتی ہیں اگر منسوب نہیں کرتے تو اظہار ضرور کرتے ہیں کہ جیسے کہ ہماری جماعت نے اتنا دیا جیسے ان کی جماعت میں سب سے زیادہ بڑھ کے وہی چندہ دینے والے تھے حالانکہ اکثریت ان میں سے وہ ہوتی ہے جو غریب ہوتے ہیں جنہوں نے چندہ دیا اور امیر اس نسبت سے نہیں دے رہے ہوتے۔

ایک دفعہ کھیل میں بعض غلط باتیں ہوئیں دین کا خیال نہیں رکھا گیا سلسلہ کی روایات کا خیال نہیں رکھا گیا اس پر تنبیہہ کرتے ہوئے آپ نے ان کو فرمایا کہ دیکھو ہنسی اور مذاق کرنا جائز ہے منع نہیں ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی مذاق کیا کرتے تھے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام بھی مذاق کرتے تھے ہم بھی مذاق کر لیتے ہیں ہم یہ نہیں کہتے کہ ہم مذاق نہیں کرتے۔ ہم سو دفعہ مذاق کرتے ہیں لیکن اپنے بچوں سے کرتے ہیں اپنی بیویوں سے کرتے ہیں قریبیوں سے کرتے ہیں لیکن اس طرح نہیں کہ اس میں کسی کی تحقیر کا رنگ ہو اگر کسی کی تحقیر ہو اس کی عزت نفس متاثر ہو رہی ہو تو ایسا مذاق صحیح نہیں ہے۔ اگر منہ سے ایسا کلمہ نکل جائے جس میں تحقیر کا رنگ پایا جاتا ہو تو استغفار کرتے ہیں اور یہ ہر ایک کو کرنا چاہئے۔ میں تمہیں ہنسی سے نہیں روکتا میں یہ کہتا ہوں کہ ہنسی میں اس حد تک نہ بڑھو جس میں جماعت کی بدنامی ہو۔ اب دنیا میں ہر جگہ صرف جماعتی طور پر بھی صرف قادیان یا ربوہ کی بات نہیں ہے باقی جگہوں پر بھی کھیلیں ہوتی ہیں جماعتی طور پر آرگنائز ہوتی ہیں وہاں اگر کوئی ایسی باتیں ہوں گی تو جماعت بعض دفعہ بدنام ہوتی ہے اس لئے ہر جگہ ان باتوں کی احتیاط کرنی چاہئے۔

پس ہمارے ہر عمل میں اس بات کا اظہار ہونا چاہئے چاہے وہ کھیل کود ہے یا تفریح ہے یا مشاعرے ہیں کہ ہم نے جماعت کے وقار کو مجروح نہیں ہونے دینا اس کی عزت کا ہمیشہ خیال رکھنا ہے اس کے وقار کا ہمیشہ خیال رکھنا ہے۔ پس یہ جو چند باتیں میں نے کہی ہیں سبق آموز تھیں ان باتوں کا خیال رکھنا چاہئے۔

......☆......☆......☆......

Khulasa Khutba Jumma Huzoor Anwar 8 July 2016

BOOK POST (PRINTED MATTER)

To ....

....

....

....

From : Office Ansarullah Bharat, Aiwan-e-Ansar, Mohalla Ahmadiyya Qadian-143516, Dt.Gurdaspur, PUNJAB